كلمة المدير

اہل مدارس کیلئے لمحہ فکریہ!

دینی مدارس میں عموماً سال کا آغاز شوال جبکہ اختتام شعبان میں ہوتا ہے آجکل اکثر مدارس اور جامعات میں سالانہ امتحانات اور اختتامی تقریبات منعقد ہونے کے ساتھ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندیاں ہورہی ہیں۔ جواب اپنی عملی زندگی کا آغاز کریں گے۔ جن طلبہ میں علمی استعداد علوم وفنون میں رسوخ فقہی مسائل پر گہری نظر معاشرتی وسماجی زندگی کا شعور، عقیدے کی پختگی، کتاب وسنت کے منہج کو حکمت وبصیرت کے ساتھ پیش کرنے کا اسلوب پایا جاتا ہے وہ یقیناً عملی زندگی میں کامیاب وکامران ہیں۔ ایسے ادارے جو روز اول سے طلبہ میں یہ صلاحیت پیدا کرنے کی سعی کرتے ہیں ان کی کارکردگی بہت عمدہ اور بہتر ہوتی ہے۔ ایسے ادارے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ان کے منتظمین اور اساتذہ کو ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ان کے ہاں اچھی تعلیم اور بہترین تربیت معیار قرار پاتی ہے۔ جبکہ بعض اداروں کے ہاں معیار تعلیمی برتری نہیں بلکہ تعداد ہے۔ ان کے ہاں آخری کلاسوں میں طلبہ کی تعداد ادارے کے حجم سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ نچلی کلاسوں میں طلبہ ندارد؟ آخری کلاس میں ایسے طلبہ کو بھی داخلہ دے دیا جاتا ہے جن کی علمی استعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ یا وہ طلبہ جو اخلاقی مجرم بھی ہوتے ہیں لیکن انہیں داخلہ دیکر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے یہ طلبہ محنت سے جی چراتے ہیں اور محض وقت گزاری کے لئے مدارس میں قیام کرتے ہیں فارغ ہوکر معاشرے کی اصلاح کی بجائے بگاڑ اور تخریب کا سبب بنتے ہیں۔ علم میں ناپختگی اور دینی مسائل سے عدم واقفیت کی وجہ سے جگ ہنسائی کا سبب بنتے ہیں مختلف مسائل میں الجھنیں پیدا کرتے ہیں۔ عربی زبان نہ آنے کے باعث براہ راست کتاب وسنت سے استنباط کا ملکہ نہیں رکھتے۔ جس کے باعث روزمرہ کے مسائل سے بھی واقف نہیں ہوتے ایسے حضرات خود بھی مسائل کا شکار ہوتے ہیں اور انکے مقتدی بھی پریشان!

ہم ان سطور کے ذریعے مدارس کے مہتمم حضرات کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ اپنی ذمہ داری کا احساس کریں۔ تعلیمی ماحول پیدا کریں جو طلبہ کیلئے باعثِ کشش ہو جس سے ان میں دلچسپی پیدا ہو۔ اہل مدارس کو یہ بات بخوبی جان لینی چاہیے کہ یہ دور دوبارہ علم وتحقیق کی طرف گامزن ہو چکا ہے۔ آنے والے وقت میں وہی شخص صاحب عزت وشرف ہوگا جو اپنے فن میں کمال درجے کو پہنچا ہوگا۔ اب یہ مزاج بن چکا ہے اور پوری دنیا میں کسی قوم کی ترقی کا معیار ان میں اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی تعداد کے پیش نظر کیا جاتا ہے۔ یہ تعلیم کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتی ہو جن اقوام نے اس کی پیش بندی کرلی ہے اور وہ ہمہ تن گوش ہوکر تعلیم پر توجہ دے رہے ہیں۔ آج دنیا پر ان کی گرفت مضبوط ہورہی ہے۔ انہی علوم کے ذریعے وہ عالمگیریت قائم کرنا چاہتے ہیں اسی لئے تمام ترقی یافتہ ممالک میں بھی زیادہ سے زیادہ تعلیم یافتہ افراد پیدا کرنے کی دوڑ شروع ہو چکی ہے ۔حالانکہ یہ سب کچھ مادیت کے حصول کیلئے ہے۔

اب ہم اہل مدارس کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ صرف دینی علوم پڑھاتے ہیں اس اساسی اور بنیادی تعلیم میں ہم کس حد تک کامیاب ہیں ہمارے ادارے طلبہ میں علم میں رسوخ کے ساتھ کہاں تک تحقیق کا شوق پیدا کرتے ہیں جدید موضوعات پر ان کے پاس کیا معلومات ہیں اور خاص کر دنیا کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کیلئے کیا جدید اسلوب اختیار کیے ہیں۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ امت مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ ہمارے ذمہ ہے ہمیں سنجیدگی کے ساتھ اس موضوع پر غور فکر کرنا چاہیے ہم نے آنے والے وقت کیلئے کتنے ماہرین تعلیم تیار کیے ہیں۔ کتنے فرض شناس اور رہنما پیدا کیے اس لئے ہم تمام مدارس کے ذمہ داران سے یہ گزارش کریں گے کہ وہ ارباب فکر و دانش سے مشاورت کریں اور مدارس کی تعلیمی ساکھ کو بہتر بنانے کیلئے کوئی مشترکہ لائحہ عمل تیار کریں۔ اور پورے خلوص سے اپنی ذمہ داری کو ادا کریں۔ ہمیں امید ہے کہ ان معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے گا۔

ماہ رمضان المبارک اور اسکے تقاضے !

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب الذین من قبلکم لعلکم تتقون

ماہ رمضان مسلمانوں کے لئے نہایت متبرک مہینہ ہے جس میں تمام مسلمان عبادت ریاضت اور تزکیہ نفس میں مصروف ہوتے ہیں۔ یہی وہ ماہ مبارک ہے جس میں نیکیوں کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ رمضان شریف میں روزے نفس کی پالیدگی، نیت کی پاکیزگی کے ساتھ تقویٰ اور پرہیزگاری کا ایک ایسا جامع تصور پیدا کردیتے ہیں کہ انسان ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھتا ہے نیکی اور عمل صالح کی طرف رجحان بدی اور عمل سوء سے اجتناب کا جذبہ اجاگر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تقرب اسکی رضا اور خوشنودی مقصود و مطلوب ہوتی ہے جس کیلئے ہر وہ عمل کیا جاتا ہے جسکا حکم رب کریم نے دیا ہے اور اسکی مخلوق کے ساتھ بھلائی خیر خواہی صلہ رحمی، ہمدردی کرتا ہے۔ جس سے ایک صالح معاشرہ پروان چڑھتا ہے۔ روزے کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے جس عمل کو تیس دن دھرایا جائے اور پورا دن جسکا تصور ذہن میں رہے اور بار بار اسکا احساس ہوتا رہے۔ وہ انسان کو بہت محتاط بنادیتا ہے۔ تاکہ اسکا عمل ضائع نہ ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور حکم عدولی سے پرہیز کرتا ہے۔ منکرات سے دور بھاگتا ہے تاکہ سرکشی کرنے والوں میں اسکا شمار نہ ہو حدیث میں آتا ہے رسول اکرم ﷺ فرماتے جب رمضان آتا تو منادی کرنے والا منادی کرتا ہے "یا باغی الخیر اقبل و یا باغی الشر اقصر"

ہمارے معاشرے میں جو بگاڑ پیدا ہو چکے ہیں اخلاقی گراوٹ، اشیاء خوردنی میں ملاوٹ، اخلاق باختہ مناظر، ظلم وزیادتی، چوری و رہزنی، قتل وغارت، اغوا برائے تاوان، انصاف میں تاخیر، رشوت خوری، دیگر جرائم اس قدر جڑ پکڑ چکے ہیں کہ ان کے خاتمے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی جس میں روز افروں اضافہ ہورہا ہے۔ اصلاح احوال کی یہی ایک صورت نظر آتی ہے کہ انسانوں میں تقویٰ و پرہیزگاری پیدا کی جائے جس کیلئے روزوں سے بہتر کوئی عمل نہیں۔ الصوم جُنة کہ روزہ ڈھال ہے انسان بدی اور برائی کا